يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ

(اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم کماتے ہو)

• پچھلی آیتوں (261، 262، 265) میں مال خرچ کرنے کی بات تھی۔ اِس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ کی راہ میں کیسا مال خرچ کرے۔
کہا گیا کہ پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمایا۔

طَيِّبٰتِ ← عمدہ، اچھی چیز (جو عقیں بھی اچھی لگتی ہو اور دیکھنے میں بھی اچھی ہو)، حلال

مِنْ ← تبعیضیہ ہے یعنی سب نہیں بلکہ جو کمایا اُس میں سے کچھ (خرچ کرو)۔

مَا كَسَبْتُمْ ← جو تم نے کمایا۔ (ہاتھ کی کمائی، ذہنی محنت)

اِس میں اپنے ہاتھوں سے کام کرکے کمایا ہوا مال یا ذہنی کام کرکے جیسے دفتر (Offices) یا گھر سے نوکری (Job) کرکے کمایا ہوا مال یعنی جو تم نے محنت اور کوشش کرکے حاصل کیا وہ کَسَب ہے۔ اِسی طرح تجارت کی کوئی بھی قسم جس میں انسان خواہ براہِ راست شامل ہے یا صرف مال کے ذریعے کما رہا ہے۔ جیسے پہلے کی گئی کمائی سے ایک گھر کسی نے خریدا اور وہ گھر اب کرایے پر دے دیا۔ اُس گھر کا جو کرایہ مل رہا ہے وہ بھی کَسَب میں آتا ہے۔ یعنی ابھی کی کمائی یا پچھلی کمائی کا کوئی فائدہ یا ذہنی کمائی یا ہاتھوں کی کمائی سب اِس میں شامل ہیں۔ (Income)

(آگے 275 سے رِبا کے بارے میں آئیگا جو کمایا ہوا مال نہیں ہے اور نہ ہی پاکیزہ ہے بلکہ خبیث مال ہے)

عموماً انسان اپنے لئے اچھی چیز چاہتا ہے لیکن جب کسی کو دینے والا ہوتا ہے تو اُس وقت عموماً گھٹیا یا کم تر درجے کی چیز دیتا ہے۔ اسلیے یہاں کہا جا رہا ہے کہ دوسروں کو بھی وہی دو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

بخاری :- نبیؐ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہ نہ پسند کرے جو وہ خود اپنے لیے چاہتا ہے"۔

مسلم :- "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل ہو جائے اُسے چاہیے کہ اُسکی موت اِس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیے کہ لوگوں کو وہ دے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے کہ اُسے دیا جائے"

یہاں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (اے ایمان والو) کہہ کر پکارا گیا یعنی یہ تمہارے ایمان کا تقاضہ ہے۔ تمہارا ایمان اُس وقت مکمل ہوگا جب تم دوسروں کے لیے وہ چاہو گے جو تم اپنے لئے چاہتے ہو۔ ہم اپنے لیے کیا چاہتے ہیں؟ جب لینے کی باری ہو اُس وقت جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دیتے وقت دوسروں کے لیے پسند کرے۔ ایمان ہمیں اِس معیار پر نیکی کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ خود ہمیں اپنا جائزہ لینا ہے کہ کیا ہمارے لینے اور دینے کے معیار ایسے ہی ہیں! بعض اوقات انسان اپنے رشتے داروں اور بچوں کو وہی دیتا ہے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے بلکہ اکثر زیادہ اچھا اپنے بچوں کو دیتا ہے لیکن جب معاملہ گھر سے باہر کسی اور کے ساتھ ہوتا ہے تو وہاں معیار بدل جاتا ہے۔

یہاں عام حکم ہے کہ خرچ کرو۔ اور جب کسی کو کچھ دو تو پاکیزہ چیز دو۔ جو تم کماتے ہو اُس پر صرف تمہارا حق نہیں بلکہ کسی اور کا بھی حق ہے۔

وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

(اور ان میں سے بھی [خرچ کرو] جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہیں)

یہاں کہا گیا "جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی" یعنی کسان چاہے کتنی ہی محنت کرے، زمین سے رزق اللہ ہی نکالتا ہے۔ اگر اللہ کا اذن نہ ہو تو ایک بھی بیج سے پودا اُگے ہی نہ۔ دوسری بات کمائی بھی کرو یعنی محنت بھی خود کرو اور دوسروں کو بھی دو۔ صرف یہ نہیں کہو کہ "ہم کچھ کام نہیں کریں گے جو ہمارے نقدیر میں رہے گا وہ ہمیں ملے گا۔ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں"۔ یہ توکل نہیں ہے۔ توکل یہ ہے کہ خود کوشش کرے اور اللہ پر بھروسہ کرے۔ جب تک انسان محنت کریگا تو اللہ اُسے رزق عطا کریگا۔ اور انسان یہ بھی نہ سوچے کہ چونکہ میں نے محنت کی اسلیے مجھے اِتنا مل رہا ہے۔ کچھ لوگ تو محنت کرکے بھی اتنا نہیں کما پاتے۔ یاد رہے! اللہ کے توفیق اور فضل سے ہی ہمیں رزق ملتا ہے۔ اِسلیے محنت اور اللہ پر بھروسہ ساتھ ساتھ ہو۔

اِس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے :

1> جو تم نے کمایا وہ خرچ کرو۔

2> جو ہم نے زمین سے نکالا اُسے خرچ کرو۔ (جیسے پھل، سبزیاں، فصلیں وغیرہ)

اِسلیے دو طرح کے آمدنی (Income) ہیں۔ ایک تو ہر طرح کی آمدنی اور دوسری کھیتی باڑی کی آمدنی۔ دونوں طرح کی آمدنی کا ذکر قرآن میں اور جگہ بھی ہیں اور حدیثوں میں بھی ہیں۔ فقہ (Jurisprudence) کی کتابوں میں اِسے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ دونوں کی زکات کا حساب الگ ہوتا ہے۔
زمین سے نکلنے والے جو بھی اموال ہے مثلاً۔ مالِ زراعت (Agriculture) اُسکے بارے میں قرآن میں آتا ہے: الانعام: 141 ← وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (اور اُس [کھیتی] کی کٹائی کے دن اُس کا حق ادا کرو) - زمین کی پیداوار پر عُشر ہے۔ اِسی طرح سونا چاندی جو زمین کی معدنیات میں سے ہے اُن پر بھی زکات ہے۔

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ

(اور تم [اللہ کی راہ میں] ردی اور خراب چیز خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو جبکہ تم [خود] تو وہ [چیز] لینا بھی پسند نہیں کرتے الا یہ کہ اس کے بارے میں تم چشم پوشی کر جاؤ)

تَيَمَّمُوْا (ی م م) ← ارادہ یا قصد کرنا (تیمم بھی اِسی سے ہے)

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ اصل میں تُنْفِقُوْنَ مِنْهُ ہے۔ تقدیم تخصیص کے لئے ہے۔

پھر وہی بات یہاں کی گئی کہ جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ تم دوسروں کو بھی نہ دو۔ اِس آیت کی ایک تفسیر میں ہے کہ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ پر وقف کرکے مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ پڑھا جائے تو یہ تعجب کا اظہار ہوگا جیسے "کیا تم اُس [خبیث] میں سے دو گے! "تم خرچ اِسلیے کر رہے ہو تاکہ تمہیں جنت ملے اور اُسکے لیے تم خبیث مال لاکر پیش کر رہے ہو۔ تعجب ہے تم پر کہ تم اُس جنت کے لیے یہ [خبیث مال] دے رہے ہو!

شانِ نزول :- ترمذی :- براءؓ بن عازب کہتے ہیں کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم کھجوروں والے تھے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنی قلت و کثرت کے مطابق کھجوریں لے کر آتا۔ کوئی ایک خوشہ، کوئی دو خوشے اور اُنہیں مسجد میں لٹکا دیتا۔ اہلِ صُفّہ* کا یہ حال تھا کہ اُنکے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اُن میں سے جب کوئی آتا تو عصا (چھڑی) سے خوشے کو ضرب لگاتا (جھاڑتا)۔ تو اُس سے تر اور خشک کھجوریں گر پڑتیں جنہیں وہ کھا لیتا اور جنہیں نیکی کی رغبت نہ ہوتی تھی وہ ایسے خوشے لاتے جن میں ناقص اور ردّی کھجوریں ہوتیں اور ٹوٹے پھوٹے خوشے لیکر آتے تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ براءؓ بن عازب کہتے ہیں کہ اُس کے بعد ہر شخص اچھی کھجوریں لاتا۔

[اَہلِ صُفّہ* ← مہاجرین میں سے تھے جو اپنا گھر بار چھوڑ کر نبیؐ کی خدمت میں دین کا علم سیکھنے کے لیے دن رات رہتے تھے۔ یہ ایسے لوگ تھے جن کے پاس کمائی کے لیے نہ وقت تھا اور نہ کوئی ایسا موقع تھا۔ یہ تو ایسا کام کر رہے تھے جس میں کسی سے اجر اور کسی سے تعریف مقصود نہیں تھی۔ اُنکے لیے کھانا وہی ہوتا جو مسجد میں کوئی لاکر رکھ دیتا تھا لوگ کھجوریں لایا کرتے تھے۔ وہ وہی کھا لیتے تھے۔ کوئی بہترین کھانے نہیں ہوتے تھے۔ انکی قربانی دیکھیے! اپنا گھر بار اور کام کاروبار چھوڑ کر اللہ کے خاطر دین سیکھنے آئے تھے۔]

خبیث چیزوں میں خراب چیزوں کے علاوہ حرام چیزیں بھی آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حرام چیزوں کا صدقہ قبول نہیں کرتا۔

مسلم :- نبیؐ نے فرمایا "اے لوگوں! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک (مال) کے سوا (کوئی مال) قبول نہیں کرتا۔ اللہ نے مومنوں کو بھی اِسی بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (المؤمنون: 51) "اے رسولوں! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو، میں اُسے اچھی طرح جاننے والا ہوں"۔ پھر فرمایا (البقرۃ: 172) "اے ایمان والوں! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں، اُن میں سے کھاؤ"۔ پھر آپؐ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے۔ بال پراگندا (بکھرے) اور جسم غبار آلود (Dusty)۔ دُعا کے لیے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے "اے میرے رب! اے میرے رب!" جبکہ اُسکا کھانا حرام کا ہے۔ اُسکا پینا حرام کا۔ اُسکا لباس حرام کا ہے۔ اور اُسکو غذا حرام کی ملی ہے۔ تو اُسکی دُعا کہاں سے قبول ہوگی"۔

حرام میں سود کا پیسہ، حرام طریقے سے کمایا گیا مال اور حرام کھانے پینے بھی آتے ہیں۔ مثلاً کوئی غیر مسلم اگر شراب یا کوئی ایسا کیک یا چاکلیٹ یا کوئی اور کھانا جو حرام ہے تحفے میں دے دیتا ہے تو اب کوئی یہ سوچتا ہے کہ اِسے پھینکنے کی بجائے کسی اور غیر مسلم کو دے دوں۔ تو ایسی چیزیں بھی کسی کو نہ دو۔
اِس آیت میں ایمان والوں سے کہا گیا کہ جو اچھی چیزیں تم کماتے ہو اور جو ہم تمہارے لیے زمین میں سے نکالتے ہیں، اُس میں سے خرچ کرو۔ وہ ہم ہی تمہیں دیتے ہے۔ اور خبیث چیزیں دینا تو دُور کی بات، اُسے دینے کا ارادہ بھی نہ کرو۔ خبیث چیزیں دینے کے بارے میں سوچو بھی نہیں۔ اپنے آپکو اُنکی جگہ رکھ کر تو دیکھو۔ اگر تمہیں اِسطرح کوئی خبیث چیز دیتا تو کیا تم اُسے لینا پسند کرتے۔ لیتے تو بھی مجبوری میں آنکھیں بند کرکے لے لیتے۔

تُغْمِضُوْا (غ م ض) :- ← اِغْمَاضًا ← لغوی معنی ایک پلک کے دوسری پلک پر رکھنے کے ہیں اور بطورِ استعارہ ← آنکھ بند کرنا، چشم پوشی کرنا، غفلت برتنا۔
غُمُوْضًا ← نیند کا جھونکا آنا۔

تم تو کراہت کرکے مجبوری میں آنکھیں بند کرکے لوگے اور وہی چیز تم دوسروں کو دے رہے ہو! جو کچھ تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو اور جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔

آلِ عمران: 92 ← لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ
(جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کروگے اُس وقت تک تم نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے)

کسی کو بھی گلی سڑی، خراب، بدبودار اور حرام چیزیں بالکل بھی نہ دو۔ پھٹے ہوئے کپڑے یا ایسے کپڑے جو کسی کے پہننے کے لائق نہ ہو ایسے کپڑے بھی کسی کو نہ دو۔
جس چیز کا کھانا خود کو ناگوار ہو، استعمال کے قابل نہ ہو وہ کسی کو نہ دو حتیٰ کہ غریب فقیر کو بھی نہ دو جو تم خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ اِس میں وہ چیزیں نہیں آتی جو اچھی تو ہے لیکن کسی بیماری کی وجہ سے وہ خود نہیں کھا سکتے لیکن دوسروں کے لیے وہ فائدہ مند ہیں۔ ایسی چیز دوسروں کو دے سکتے ہیں۔ اِسی طرح پُرانے کھلونے یا جو کپڑے چھوٹے ہوتے ہیں اور اب اُسکی ضرورت نہیں تو وہ کسی کو دے سکتے ہیں۔ بحرحال
صدقات فرضی (زکات) ہو یا نفلی ہو دونوں میں پاکیزہ چیز دو۔

(★) یہاں یہ نہیں کہا گیا "لَا تَاْخُذُوْنَهٗ" (تم نہیں لوگے اسے) جو عام (سادے) زبان میں کہا جاتا ہے بلکہ کہا گیا لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ یعنی تم بالکل بھی اُسے نہیں لوگے۔ اِس میں زیادہ تاکیدی بات ہے۔ زیادہ زور دے کر بات کی گئی ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

(اور جان لو کہ بے شک اللہ بہت بے نیاز، بہت تعریف والا ہے)

• پچھلی آیت 263 میں تھا وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ (اور اللہ بہت بے نیاز، بہت بردبار ہے)
یہاں کہا گیا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ جب دو نام آتے ہیں غَنِيٌّ حَلِيْمٌ یا غَنِيٌّ حَمِيْدٌ تو وہ ایک ہی صفت ہوتی ہے۔ دو نام نہیں ہوتے۔ اِس میں ایک صفت دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتی۔
اِس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفت غَنِيٌّ سے حَمِيْدٌ کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی اللہ بہت بے نیاز ہے بہت تعریف والا ہے۔ جو وہ دیتا ہے وہ بھی قابلِ تعریف ہے۔ اور وہ ہم سے بھی چاہتا ہے کہ اگر تم مالدار ہو تو ایسا دو جو قابلِ تعریف ہو۔ اِسے ایک مثال سے سمجھیے: کسی مالدار کے پاس کوئی غریب صدقہ مانگتا ہے تو وہ اُسے صرف ایک روپیہ یا پھٹے کپڑے دیتا ہے۔ یہ کوئی قابلِ تعریف بات نہیں ہے۔ کیونکہ اُس مالدار نے اپنی حیثیت کے لحاظ سے بہت ہی کم دیا یا خراب چیز دی۔ وہ شخص مالدار تو ہے لیکن قابلِ تعریف نہیں ہے کیونکہ اُس نے بہت ہی حقیر چیز کسی کو دی۔ اِسلیے ایسا دو جو قابلِ تعریف ہو۔ ایسا نہ دو جس پر تنقید ہو۔ اور جان لو! اللہ خود بہت بے نیاز بہت ہی تعریف والا ہے۔ اللہ تعالیٰ الغنی ہے اسلیے سب کو دے رہا ہے اور جو وہ دے رہا ہے وہ ایسا دے رہا ہے جو قابلِ تعریف ہے۔ ورنہ ہمارے اعمال ایسے نہیں ہے کہ ہمیں اِتنا بھی کچھ ملے۔ جبکہ بندے مالدار ہوکر بھی غریبوں کو حقیر سی چیز دیتے ہیں۔
کیا اِس حقیر قیمت سے جنت میں جانا چاہتے ہو!! یاد رکھو! اللہ کو تمہارے صدقات کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ خود تمہارے اپنے ہی فائدے کے لیے ہے۔